خبرِ واحد

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

خبر واحد کی حجیت اور عدم حجیت کا مسئلہ اہل السنہ اور فرق ضالہ کے یہاں مختلف فیہ مسئلہ رہا ہے، اہل السنہ کے نزدیک خبر واحد حجت ہے، اسی لئے امام اہل سنت احمد بن حنبل رحمہ اللہ (۲۴۱ھ) فرمایا کرتے تھے:

مَنْ رَدَّ حَدِيثَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهُوَ عَلٰى شَفَا هَلَكَةٍ .

''جس نے رسول اللہ ﷺ کی ایک بھی حدیث رد کی، وہ تباہی و بربادی کے دھانے پر کھڑا ہے۔''

(الفقيه والمتّفقه للخطيب البغدادي :289/1، وسندهٗ حسنٌ)

اسی طرح علامہ ابوالعباس احمد بن ابی احمد ابن القاص رحمہ اللہ (۳۳۵ھ) فرماتے ہیں:

مَنْ أَنْكَرَ خَبْرَ الْآحَادِ أَنْكَرَ الشَّرِيعَةَ .

''اخبار احاد کا انکار کرنے والے لوگ، درحقیقت شریعت کا انکار کر رہے ہوتے ہیں۔''

(الفقيه والمتّفقة للخطيب : 37/2، وسندهٗ حسنٌ)

خبر واحد ایک ایسی حقیقت ہے، جس سے انکار تو ممکن ہے، اس سے مفر مگر ممکن نہیں، جو لوگ اور جو فرق خبر واحد کی حجیت کا انکار کرتے ہیں، ان میں سے اکثر خبر واحد سے دلیل اور استنباط لیتے پائے گئے ہیں، حتی انہوں نے اپنے اعمال وعقائد کی بنیاد بھی خبر واحد پر رکھ

چھوڑی ہیں، خبر واحد کیا انہوں نے کئی دفعہ اخبار ضعیفہ وموضوعہ کو بھی اپنے لئے حجت بنایا ہے، اس کی تفصیل کسی دوسرے وقت پہ اٹھاتے ہیں۔

بعض لوگ مطلق خبر واحد کو ٹھکراتے ہیں، بعض کے یہاں خبر واحد میں تفصیل پائی گئی ہے، کہ عام احوال میں حجت ہے عقائد وغیرہ میں حجت نہیں، اجماع کے مخالف ہو تو حجت نہیں یا اس قسم کی دیگر شرائط، اہل سنت خبر واحد کو مطلق طور پر حجت مانتے ہیں، جب کہ وہ صحیح سند سے ثابت ہو جائے۔

ہمارا ماننا ہے کہ خبر واحد کی وہ صورت جو علم حدیث اور علل کی چھننی سے صحیح سلامت گزر آتی ہے اور امت کے محدثین اس کو صحیح قرار دیتے ہیں، اس کے بعد خبر واحد نہ تو عقل کے خلاف رہ جاتی، نہ اجماع کے مخالف ہوتی اور نہ قطعی الثبوت معاملات کی مخالفت کرتی، اگر کسی کو لگے کہ یہ خبر ان میں سے کسی چیز کی مخالفت کر رہی ہے، تو اس کو مزید غور وفکر کرنا چاہیئے، تا آنکہ اس پر حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے۔

ذیل میں قرآن وسنت سے خبر واحد کی حجیت کے دلائل ذکر کئے جاتے ہیں، تدبر کیجیے:

خبر واحد کی حجیت اور قرآنی نصوص:

قرآن مجید نے بہت سارے مقامات پر خبر واحد کی حجیت کو بیان کیا ہے، جن میں چند ایک احباب کی خدمت میں پیش کئے جاتے ہیں۔

① فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿سَيَقُولُ السُّفَهاءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلَّاهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِي كَانُوا عَلَيْها﴾(البقرة: 142)

''عنقریب کچھ بیوقوف کہیں گے کہ مسلمانوں کو ان کے قبلہ اول سے کس نے پھیر دیا؟''

استدلال:

❁ علامہ قرطبی رحمہ اللہ (۶۷۱ھ) اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

فِيهَا دَلِيلٌ عَلٰى جَوَازِ الْقَطْعِ بِخَبَرِ الْوَاحِدِ، وَذٰلِكَ أَنَّ اسْتِقْبَالَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ كَانَ مَقْطُوعًا بِهٖ مِنَ الشَّرِيعَةِ عِنْدَهُمْ.

''اس آیت میں خبر واحد کو قطعی الثبوت ماننے کی دلیل ہے، وہ اس طرح کہ مسلمان بیت المقدس کی طرف منہ کرنے کو قطعی الثبوت شرعی مسئلہ سمجھتے تھے۔''

(تفسير القرطبي : 151/2)

❁ نیز فرماتے ہیں:

فِيهَا دَلِيلٌ عَلٰى قَبُولِ خَبَرِ الْوَاحِدِ، وَهُوَ مُجْمَعٌ عَلَيْهِ مِنَ السَّلَفِ مَعْلُومٌ بِالتَّوَاتُرِ مِنْ عَادَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي تَوْجِيهِهٖ وَلِأَنَّهٗ وَرُسُلَهٗ آحَادٌ لِلْآفَاقِ، لِيُعَلِّمُوا النَّاسَ دِينَهُمْ فَيُبَلِّغُوهُمْ سُنَّةَ رَسُولِهِمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْأَوَامِرِ وَالنَّوَاهِي.

''یہ آیت میں خبر واحد کی قبولیت کی دلیل ہے۔ اس پر سلف کا اجماع ہے، نبی کریم ﷺ کی متواتر سنت مبارکہ سے بھی یہی ثابت ہے، نیز آپ ﷺ اور آپ کے قاصدین اپنے علاقے والوں کے لیے ''آحاد'' ہی تھے، ان کا مقصد لوگوں کو دین کی تعلیم دینا اور سنت نبوی کی تبلیغ کرنا تھا۔''

(تفسير القرطبي : 152/2)

② فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَقَدْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيبًا﴾(المائدة : 12)

''البتہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے پختہ عہد لیا۔ہم (یعنی اللہ تعالیٰ) نے ان میں بارہ نقیب (سردار) مقرر کیے۔''

استدلال:

❁ علامہ ابن العربی رحمہ اللہ (۵۴۳ھ) فرماتے ہیں:

فِي الْآيَةِ دَلِيلٌ عَلٰى قَبُولِ خَبَرِ الْوَاحِدِ فِيمَا يَفْتَقِرُ إِلَيْهِ الْمَرْءُ، وَيَحْتَاجُ إِلٰى اطِّلَاعِهٖ مِنْ حَاجَاتِهِ الدِّينِيَّةِ وَالدُّنْيَوِيَّةِ، فَتُرَكَّبُ عَلَيْهِ الْأَحْكَامُ، وَيَرْتَبِطُ بِهِ الْحَلَالُ وَالْحَرَامُ.

''یہ آیت دلیل ہے کہ انسان کے دینی ودنیاوی مسائل کے حل میں خبر واحد کو دلیل بنایا جاسکتا ہے، ان پر احکامات، حلال وحرام کو مرتب کیا جاسکتا ہے۔''

(أحكام القرآن : 82/2)

③ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنْفِرُوا كَافَّةً فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنْذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ﴾(التّوبة : 122)

''تمام مومنین کو (جہاد کے لیے) نہیں جانا چاہیے، بلکہ ان کی ہر جماعت میں

سے کچھ لوگ نکلیں اور دین کی سمجھ بوجھ حاصل کریں، پھر اپنی قوم میں واپس آ کر انہیں ڈرائیں، تاکہ وہ باز رہیں۔''

استدلال:

❀ امیر المومنین فی الحدیث، امام بخاری رحمہ اللہ (۲۵۶ھ) فرماتے ہیں:

يُسَمَّى الرَّجُلُ طَائِفَةً لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى : ﴿وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا﴾(الحجرات : 9)، فَلَوِ اقْتَتَلَ رَجُلَانِ دَخَلَ فِي مَعْنَى الْآيَةِ .

''ایک شخص پر بھی ''طائفہ'' کا لفظ بولا جا سکتا ہے، جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے: ''اگر مومنوں کے دو گروہ باہم جھگڑ پڑیں۔'' (الحجرات:۹) لہٰذا اگر دو شخص بھی لڑیں، تو وہ اس آیت کے معنی میں داخل ہوں گے۔''

(صحيح البخاري، قبل الحديث : 7246)

❀ علامہ ابن الاثیر رحمہ اللہ (۶۰۶ھ) لکھتے ہیں:

اَلطَّائِفَةُ؛ الْجَمَاعَةُ مِنَ النَّاسِ، وَتَقَعُ عَلَى الْوَاحِدِ .

''طائفہ ایک جماعت کو کہتے ہیں، یہ لفظ فرد واحد پر بھی بولا جاتا ہے۔''

(النّهاية في غريب الحديث والأثر : 153/3)

❀ علامہ قرطبی رحمہ اللہ (۶۷۱ھ) لکھتے ہیں:

فِيهِ بِالدَّلِيلِ عَلٰى وُجُوبِ الْعَمَلِ بِخَبَرِ الْوَاحِدِ، وَهُوَ صَحِيحٌ لَا مِنْ جِهَةِ أَنَّ الطَّائِفَةَ تَنْطَلِقُ عَلَى الْوَاحِدِ وَلٰكِنْ مِنْ جِهَةِ

أَنَّ خَبَرَ الشَّخْصِ الْوَاحِدِ أَوِ الْأَشْخَاصِ خَبَرٌ وَاحِدٌ، وَأَنَّ مُقَابِلَهُ وَهُوَ التَّوَاتُرُ لَا يَنْحَصِرُ، قُلْتُ : أَنَصُّ مَا يُسْتَدَلُّ بِهِ عَلٰى أَنَّ الْوَاحِدَ يُقَالُ لَهُ طَائِفَةٌ، قَوْلُهُ تَعَالٰى : ﴿وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا﴾(الحُجرات : 9) يَعْنِي نَفْسَيْنِ، دَلِيلُهُ قَوْلُهُ تَعَالٰى : ﴿فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ﴾(الحجرات : 10)، فَجَاءَ بِلَفْظِ التَّثْنِيَةِ، وَالضَّمِيرُ فِي ﴿اقْتَتَلُوا﴾ وَإِنْ كَانَ ضَمِيرَ جَمَاعَةٍ فَأَقَلُّ الْجَمَاعَةِ اثْنَانِ فِي أَحَدِ الْقَوْلَيْنِ لِلْعُلَمَاءِ .

''اس میں خبر واحد پر عمل کے واجب ہونے کی دلیل موجود ہے، یہ بات صحیح ہے، لیکن اس جہت سے صحیح نہیں ہے کہ طائفہ کا لفظ ایک شخص پر بھی بولا جاتا ہے، بلکہ اس جہت سے کہ ایک آدمی کی دی ہوئی خبر ہو یا کئی آدمیوں کی دی ہوئی خبر ہو، ہے تو وہ خبر واحد ہی۔ اس کے مقابل تواتر آتا ہے، جو کہ کسی چیز پر منحصر ہی نہیں۔ میں یہاں ایک نص پیش کرتا ہوں جس کے مطابق طائفہ کا لفظ ایک شخص پر بولا جاتا ہے، قرآن مجید میں ہے: ''اگر مسلمانوں کے دو گروہ جھگڑ پڑیں تو......'' اس سے مراد دو آدمی ہیں، جیسا کہ قرآن میں ہے: ﴿فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ﴾ ''دو بھائیوں کے درمیان صلح کروائیے۔'' یہاں لفظ تثنیہ مستعمل ہوا ہے، لفظ اقتتلوا میں اگرچہ ایک جماعت کی ضمیر بیان ہوئی ہے، سب سے چھوٹی جماعت دو نفوس پر مشتمل ہوتی ہے، جیسا کہ علما بتاتے ہیں۔''

(تفسير القرطبي : 294/8)

④ فرمان الٰہی ہے:

﴿وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيفًا خَبِيرًا﴾(الأحزاب: 34)

''(نبی کی بیویو!) اس نعمت کو یاد کرو کہ جو آیات الٰہیہ اور حکمت کی باتیں تمہارے گھر میں تلاوت ہوتی ہے، بلاشبہ اللہ بڑا باریک بین اور باخبر ہے۔''

استدلال:

❁ علامہ قرطبی رحمہ اللہ (۶۷۱ھ) لکھتے ہیں:

هٰذَا يَدُلُّ عَلٰى جَوَازِ قَبُولِ خَبَرِ الْوَاحِدِ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ فِي الدِّينِ .

''یہ آیت اس بات پر دلالت کناں ہے کہ دین کے مسئلہ میں مرد و عورت ہر دو کی خبر واحد قبول کرنا جائز ہے۔''

(تفسير القرطبي : 184/14)

⑤ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿يَآ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ﴾(الحُجرات: 6)

''مومنو! اگر فاسق تمہیں کوئی خبر دے، تو اس کی تحقیق کرلو، کہ تم انجانے میں کسی قوم پر حملہ کردو اور بعد میں تمہیں اپنے کیے پر ندامت اٹھانی پڑے۔''

استدلال:

❁ علامہ قرطبی رحمہ اللہ (۶۷۱ھ) لکھتے ہیں:

فِي هٰذِهِ الْآيَةِ دَلِيلٌ عَلٰى قَبُولِ خَبَرِ الْوَاحِدِ إِذَا كَانَ عَدْلًا، لِأَنَّهُ إِنَّمَا أَمَرَ فِيهَا بِالتَّثَبُّتِ عِنْدَ نَقْلِ خَبَرِ الْفَاسِقِ، وَمَنْ ثَبَتَ فِسْقُهُ بَطَلَ قَوْلُهُ فِي الْأَخْبَارِ إِجْمَاعًا، لِأَنَّ الْخَبَرَ أَمَانَةٌ وَّالْفِسْقُ قَرِينَةٌ يُبْطِلُهَا .

''اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ناقل اگر عادل ہو، تو خبر واحد مقبول ہے، کیونکہ آیت میں تحقیق کا حکم اس وقت دیا گیا ہے، جب خبر دینے والا فاسق ہو، جس کا فسق ثابت ہو جائے، تو حدیث میں اس کی بات معتبر نہ ہوگی، اس پر اجماع ہے، کیونکہ خبر امانت ہے اور فسق اس امانت کو باطل کر دیتا ہے۔''

(تفسیر القرطبي : 184/14)

⑥، ⑦ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأَشْهِدُوا ذَوَيْ عَدْلٍ مِنْكُمْ﴾ (الطّلاق : 2)

''اپنے میں سے کوئی دو عادل لوگوں کو گواہ بناؤ۔''

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدٰى مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ أُولٰئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّاعِنُونَ﴾

(البقرة : 159)

''بلاشبہ جو لوگ ہماری نازل کردہ نشانیوں اور ہدایت کو چھپاتے ہیں، بعد اس کے کہ ہم نے اسے کتاب میں لوگوں کے لیے واضح کر دیا ہے، ان لوگوں پر اللہ کی بھی لعنت ہے اور تمام لعنت کرنے والوں کی بھی لعنت ہے۔''

استدلال:

۞ علامہ قرطبی رحمہ اللہ (۶۷۱ھ) لکھتے ہیں:

فِيهِ دَلِيلٌ عَلٰى وُجُوبِ الْعَمَلِ بِقَوْلِ الْوَاحِدِ، لِأَنَّهٗ لَا يَجِبُ عَلَيْهِ الْبَيَانُ إِلَّا وَقَدْ وَجَبَ قَبُولُ قَوْلِهٖ.

''اس آیت میں دلیل ہے کہ ایک (راوی) کی روایت پر عمل کرنا واجب ہے، کیونکہ راوی پر (دین کو) بیان کرنا واجب ہی اس لیے ہے، کیونکہ اس کی بات کو قبول کرنا واجب ہے۔'' (تفسير القُرطبي: 185/3)

احادیث رسول سے خبر واحد کا ثبوت:

صحابہ کا مجموعی عمل خبر واحد پر عمل کا رہا ہے، وہ چاہے عام معاملات ہوں یا خاص، خود رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایسی کئی امثلہ پیش آئیں، جہاں صحابہ نے خبر واحد سے حجت پکڑی اور اس کے مطابق عمل سرانجام دیا۔ رسول اللہ ﷺ صحابہ کو کسی علاقے میں دعوت کی غرض سے بھیجتے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک شخص بھی بیان دین میں معتبر ہوسکتا ہے۔

① سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ نے سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا، تو فرمایا:

إِنَّكَ تَقْدَمُ عَلٰى قَوْمٍ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ، فَلْيَكُنْ أَوَّلَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلٰى أَنْ يُوَحِّدُوا اللّٰهَ تَعَالٰى.

''آپ اہل کتاب کے پاس جا رہے ہیں، انہیں سب سے پہلی دعوت توحید باری تعالیٰ کی دیجئے۔''

(صحيح البخاري: 7372، صحيح مسلم: 19)

۲ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اہل یمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض گزار ہوئے:

اِبْعَثْ مَعَنَا رَجُلًا يُّعَلِّمْنَا السُّنَّةَ وَالْإِسْلَامَ قَالَ فَأَخَذَ بِيَدِ أَبِي عُبَيْدَةَ فَقَالَ : هٰذَا أَمِينُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ .

''ہمارے ساتھ کسی (عالم) آدمی کو بھیج دیں، جو ہمیں سنت اور اسلام کی تعلیم دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابوعبیدہ ابن الجراح رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: یہ بندہ امت محمدیہ کا امین ہے۔''

(صحیح مسلم : 2419)

۳ سعید بن جبیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ : إِنَّ نَوْفًا الْبِكَالِيَّ يَزْعُمُ أَنَّ مُوسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ، صَاحِبَ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَيْسَ هُوَ مُوسٰى صَاحِبَ الْخَضِرِ، عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَقَالَ : كَذَبَ عَدُوُّ اللّٰهِ، سَمِعْتُ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ يَقُولُ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : قَامَ مُوسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ خَطِيبًا فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ ....

''میں سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کیا: نوف بکالی کہتا ہے کہ بنی اسرائیل والے موسیٰ اور خضر علیہ السلام والے موسیٰ الگ الگ ہیں، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اللہ کے دشمن نے غلط کہا۔ میں نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے مابین

خطاب کرنے کے لیے کھڑے ہوئے......۔‘‘

(صحيح البخاري : 122، صحيح مسلم : 2380)

④ سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ تَمِيمًا الدَّارِيَّ كَانَ رَجُلًا نَصْرَانِيًّا، فَجَاءَ فَبَايَعَ وَأَسْلَمَ، وَحَدَّثَنِي حَدِيثًا وَافَقَ الَّذِي كُنْتُ أُحَدِّثُكُمْ عَنْ مَسِيحِ الدَّجَّالِ، حَدَّثَنِي أَنَّهُ رَكِبَ فِي سَفِينَةٍ بَحْرِيَّةٍ، مَعَ ثَلَاثِينَ رَجُلًا مِّنْ لَخْمٍ وَّجُذَامَ ....

’’تمیم داری عیسائی تھے، وہ میرے پاس آئیں ہیں اور بیعت کر کے مسلمان ہو گئے ہیں۔ انہوں نے مجھے ایک بات بیان کی ہے، جو میری اسی بات کے موافق ہے، جو میں نے تمہیں پہلے سے ہی دجال کے بارے میں بتا دی ہے۔ تمیم نے مجھے بیان کیا کہ وہ لخم اور جذام قبیلوں کے تیس افراد کے ہمراہ ایک بحری بیڑے پر سوار تھے......۔‘‘(صحيح مسلم : 2262)

⑤ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً .

’’مجھ سے (سن کر آگے) پہنچا دو، گو ایک آیت ہی ہو۔‘‘

(صحيح البخاري :3461)

⑥ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

نَضَّرَ اللّٰهُ امْرَأً سَمِعَ مِنَّا حَدِيثًا فَحَفِظَهُ حَتّٰى يُبَلِّغَهُ غَيْرَهُ، فَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ إِلٰى مَنْ هُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ، وَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ لَيْسَ بِفَقِيهٍ .

''اللہ تعالیٰ اسے تر و تازہ رکھے، جو مجھ سے کوئی حدیث سنے، پھر اسے یاد رکھ کر دوسروں کو پہنچا دے، بہت سے شریعت کا علم رکھنے والے اپنے سے زیادہ بہتر سمجھنے والوں کو پہنچا دیتے ہیں اور بہت سے لوگ علم کو حاصل کرتے ہیں، لیکن اس کی (کما حقہ) فقہ نہیں رکھتے۔''

(سنن التّرمذي : 2656، وسندهٗ صحيحٌ)

⑦ سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں فرمایا:

لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ، فَإِنَّ الشَّاهِدَ عَسٰى أَنْ يُبَلِّغَ مَنْ هُوَ أَوْعٰى لَهٗ مِنْهُ.

''حاضر شخص، غائب کو پہنچا دے، کیونکہ ممکن ہے کہ حاضر آدمی کسی ایسے شخص کو علم پہنچا دے، جو اس سے زیادہ یاد رکھنے والا ہو۔''

(صحيح البخاري : 67)

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) لکھتے ہیں:

قَالَ بْنُ جَرِيرٍ : فِيهِ دَلِيلٌ عَلٰى جَوَازِ قَبُولِ خَبَرِ الْوَاحِدِ لِأَنَّهٗ مَعْلُومٌ أَنَّ كُلَّ مَنْ شَهِدَ الْخُطْبَةَ قَدْ لَزِمَهُ الْإِبْلَاغُ وَأَنَّهٗ لَمْ يَأْمُرْهُمْ بِإِبْلَاغِ الْغَائِبِ عَنْهُمْ إِلَّا وَهُوَ لَازِمٌ لَهٗ فَرْضُ الْعَمَلِ بِمَا أَبْلَغَهٗ كَالَّذِي لَزِمَ السَّامِعَ سَوَاءٌ وَإِلَّا لَمْ يَكُنْ لِلْأَمْرِ بِالتَّبْلِيغِ.

''امام محمد بن جریر طبری رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث دلیل ہے کہ خبر واحد کو قبول کرنا جائز ہے، کیونکہ یہ تو معلوم بات ہے کہ خطبہ حجۃ الوداع کے تمام حاضرین

پر ابلاغ کی ذمہ داری تھی، نیز نبی کریم ﷺ نے حاضرین کو غائبین تک علم پہنچانے حکم اس لیے دیا کہ ہر شخص پر اس علم پر عمل کرنا اتنا ہی ضروری تھا، جتنا کہ براہ راست سننے والے پر۔ ورنہ آپ ﷺ ابلاغ علم کا حکم نہ فرماتے۔''

(فتح الباري : 44/4)

⑧ مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

أَلَا إِنِّي أُوتِيتُ الْكِتَابَ، وَمِثْلَهٗ مَعَهٗ أَلَا يُوشِكُ رَجُلٌ شَبْعَانُ عَلٰى أَرِيكَتِهٖ يَقُولُ : عَلَيْكُمْ بِهٰذَا الْقُرْآنِ فَمَا وَجَدْتُمْ فِيهِ مِنْ حَلَالٍ فَأَحِلُّوهُ، وَمَا وَجَدْتُمْ فِيهِ مِنْ حَرَامٍ فَحَرِّمُوهُ، أَلَا لَا يَحِلُّ لَكُمْ لَحْمُ الْحِمَارِ الْأَهْلِيِّ، وَلَا كُلُّ ذِي نَابٍ مِنَ السَّبُعِ، وَلَا لُقَطَةُ مُعَاهِدٍ .

''خبردار! مجھے قرآن دیا گیا ہے، ساتھ میں اس کی مثل (حدیث) بھی دی گئی ہے۔ خبردار! عنقریب ایک پیٹ بھرا آدمی تکیے پر ٹیک لگائے کہے گا: ''اس قرآن کو لازم پکڑلو، تم اس میں جسے حلال پاؤ، اسے حلال سمجھو اور جسے حرام پاؤ، اسے حرام سمجھو۔'' خبردار! تمہارے لیے گھریلو گدھے کا گوشت اور کچلی والے درندے حلال نہیں ہیں اور نہ معاہد کی گری ہوئی چیز کو استعمال کرنا جائز ہے۔''

(سنن أبي داود : 4604، وسندهٗ صحيحٌ، وأخرجه الإمام أحمد : 132/4 والتّرمذي : 2664، وقال : حسنٌ غريب، وابن ماجه : 12، وسندهٗ صحيحٌ)

امام حاکم رحمہ اللہ (۱/۱۰۹) نے اس کی سند کو صحیح کہا ہے۔

۞ قوام السنہ امام ابوالقاسم اصبہانی رحمہ اللہ (۵۳۵ھ) فرماتے ہیں:

فِي هٰذَا دَلِيلٌ عَلٰى أَنَّ أَمْرَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَخْبَرَ بِهٖ وَاحِدٌ ثِقَةٌ، لَزِمَ اتِّبَاعَهٗ، وَوَقَعَ الْعِلْمُ بِهٖ، وَإِن لَّمْ يُوجَدْ لَهٗ فِي كِتَابِ اللّٰهِ نَصُّ حُكْمٍ.

''اس حدیث میں دلیل ہے کہ جب کوئی ایک ثقہ راوی نبی کریم ﷺ کے کسی حکم کی خبر دے، تو اس کا اتباع کرنا واجب ہے، اسے علم (ضروری) کہا جائے گا، اگرچہ کسی کو اس کی کتاب اللہ میں کوئی نص بھی نہ ملے۔''

(الحُجّة في بيان المَحَجّة :1/375-376)

⑧ سیدنا یزید بن شیبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أَتَانَا ابْنُ مِرْبَعٍ الْأَنْصَارِيُّ وَنَحْنُ بِعَرَفَةَ فِي مَكَانٍ يُبَاعِدُهٗ عَمْرٌو مِنْ مَوْقِفِ الْإِمَامِ قَالَ : فَقَالَ : إِنِّي رَسُولُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْكُمْ يَقُولُ : كُونُوا عَلٰى مَشَاعِرِكُمْ هٰذِهِ فَإِنَّكُمْ عَلٰى إِرْثٍ مِّنْ إِرْثِ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ.

''ابن مربع انصاری رضی اللہ عنہ ہمارے پاس آئے، ہم عرفہ میں ایک ایسی جگہ موجود تھا، جو امام سے کافی دور واقع ہوا تھا، ابن مربع کہنے لگے کہ مجھے آپ کی طرف رسول اللہ ﷺ نے بھیجا ہے، آپ فرما رہے ہیں کہ انہی قربان گاہوں پر قائم رہیں، کیونکہ آپ اس وقت ابراہیم علیہ السلام کی میراث پر موجود ہیں۔''

(سنن أبي داود : 1921، سنن النّسائي : 3014، سنن التّرمذي : 883، سنن ابن ماجه : 311، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن''، امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۲۸۱۹) نے ''صحیح''

اور امام حاکم رحمہ اللہ (۱/۶۳۳) نے ''صحیح الاسناد'' کہا ہے۔

⑨ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب تحویل قبلہ کا حکم آیا تو صحابہ کی ایک جماعت بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز ادا کر رہی تھی:

مَرَّ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سَلَمَةَ وَهُمْ رُكُوعٌ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ، وَقَدْ صَلَّوْا رَكْعَةً، فَنَادٰى : أَلَا إِنَّ الْقِبْلَةَ قَدْ حُوِّلَتْ، فَمَالُوا كَمَا هُمْ نَحْوَ الْقِبْلَةِ .

''بنو سلمہ کا ایک شخص لوگوں کے پاس سے گزرا، جو نماز فجر پڑھتے ہوئے رکوع کر رہے تھے، پہلی رکعت پڑھ چکے تھے، اس شخص نے آواز دی: خبردار! بلاشبہ قبلہ تبدیل ہو گیا ہے، تو ان لوگوں نے اسی حالت میں اپنا منہ قبلہ (بیت اللہ) کی جانب پھیر لیا۔'' (صحیح مسلم : 527)

⑩ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

بَيْنَا النَّاسُ بِقُبَاءٍ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ، إِذْ جَاءَ هُمْ آتٍ، فَقَالَ : إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أُنْزِلَ عَلَيْهِ اللَّيْلَةَ قُرْآنٌ، وَقَدْ أُمِرَ أَنْ يَسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ، فَاسْتَقْبِلُوهَا، وَكَانَتْ وُجُوهُهُمْ إِلَى الشَّأْمِ، فَاسْتَدَارُوا إِلَى الْكَعْبَةِ .

''کچھ لوگ قبا بستی میں نماز فجر ادا کر رہے تھے کہ ایک آنے والا آیا اور کہنے لگا: بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر رات قرآن نازل ہوا ہے، جس میں تحویل قبلہ کا حکم دیا گیا ہے، لہٰذا آپ بھی قبلہ رو ہو جائیں۔ اس وقت ان کے منہ شام کی جانب

تھے، (یہ سن کر) وہ کعبہ کی طرف پھر گئے۔''

(صحیح البخاري: 403، صحیح مسلم: 526)

امام ابوعوانہ رحمہ اللہ (۳۱۶ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا الْحَدِيثُ مِمَّا يُحْتَجُّ بِهٖ فِي إِثْبَاتِ الْخَبَرِ الْوَاحِدِ.

''یہ حدیث خبر واحد کی حجیت کی دلیل ہے۔''

(مستخرج أبي عوانة، تحت الحديث: 1168)

⑪ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ أَبُو طَلْحَةَ وَأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَسُهَيْلُ بْنُ بَيْضَاءَ عِنْدَ أَبِي طَلْحَةَ يَشْرَبُونَ مِنْ شَرَابِ تَمْرٍ وَّبُسْرٍ، أَوْ قَالَ: رُطَبٍ وَأَنَا أَسْقِيهِمْ مِنَ الشَّرَابِ حَتّٰى كَادَ يَأْخُذُ مِنْهُمْ فَمَرَّ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، فَقَالَ: أَلَا هَلْ عَلِمْتُمْ أَنَّ الْخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ؟ فَقَالُوا: يَا أَنَسُ اكْفِ مَا فِي إِنَائِكَ، وَمَا قَالُوا: حَتّٰى نَتَبَيَّنَ، قَالَ: فَكَفَأْتُهٗ.

''ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس ابی بن کعب اور سہل بن بیضاء رضی اللہ عنہما تر اور خشک کھجور کی بنی شراب پی رہے تھے۔ میں ان کا ساقی تھا، ابھی وہ پینے ہی والے تھے کہ ایک مسلمان آدمی آیا اور کہا: خبردار! کیا تم جانتے ہو کہ شراب حرام ہو چکی ہے؟ تو انہوں نے کہا: انس! برتن میں موجود شراب انڈیل دو۔ انہوں نے یہ نہیں کہا کہ پہلے ہم تحقیق کریں گے۔ پھر میں نے وہ شراب انڈیل دی۔''

(سنن الدّارقطني: 4305، وسندهٗ حسنٌ)

۞ ابوعبداللہ عبیداللہ بن عبدالصمد ابن مہتدی رحمہ اللہ (۳۲۳ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا يَدُلُّ عَلٰى أَنَّ خَبَرَ الْوَاحِدِ يُوجِبُ الْعَمَلَ .

''یہ روایت دلیل ہے کہ خبر واحد پر عمل کرنا واجب ہے۔''

(سنن الدّارقطني، تحت الحديث : 4305)

⑫ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

تَرَائِي النَّاسُ الْهِلَالَ، فَأَخْبَرْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنِّي رَأَيْتُهُ فَصَامَهُ، وَأَمَرَ النَّاسَ بِصِيَامِهٖ .

''لوگوں نے ہلال دیکھا، تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی کہ میں نے چاند دیکھا ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (رمضان کا) روزہ رکھا اور لوگوں کو بھی حکم دیا۔''

(سنن أبي داود : 2342، سنن الدارقطني : 2156، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (۳۴۴۷) نے ''صحیح''، امام حاکم رحمہ اللہ (۱/۴۲۴) نے امام مسلم کی شرط پر ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے موافقت کی ہے۔

۞ حافظ خطابی رحمہ اللہ (۳۸۸ھ) فرماتے ہیں:

قُبُولُهٗ فِي ذٰلِكَ قَوْلَهٗ وَحْدَهٗ دَلِيلٌ عَلٰى وُجُوبِ قُبُولِ أَخْبَارِ الْآحَادِ وَأَنَّهٗ لَا فَرْقَ بَيْنَ أَنْ يَّكُونَ الْمُخْبِرُ بِذٰلِكَ مُنْفَرِدًا عَنِ النَّاسِ وَحْدَهٗ وَبَيْنَ أَنْ يَّكُونَ مَعَ جَمَاعَةٍ مِّنَ النَّاسِ فَلَا يُشَارِكُهٗ أَصْحَابُهٗ فِي ذٰلِكَ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا روزے کے معاملہ میں صرف ایک شخص کی بات کو قبول کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اخبار آحاد پر عمل کرنا واجب ہے، نیز خبر دینے والا

صرف ایک ہی شخص ہو یا لوگوں کی ایک جماعت خبر دے، کوئی فرق نہیں پڑتا۔‘‘

(معالم السّنن : 102/2)

خبر واحد عقیدہ میں بھی حجت ہے:

❀ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) لکھتے ہیں:

لَيْسَ فِي الْاِعْتِقَادِ كُلِّهٖ فِي صِفَاتِ اللّٰهِ وَأَسْمَائِهٖ إِلَّا مَا جَاءَ مَنْصُوصًا فِي كِتَابِ اللّٰهِ أَوْ صَحَّ عَنْ رَسُولِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ أَجْمَعَتْ عَلَيْهِ الْأُمَّةُ وَمَا جَاءَ مِنْ أَخْبَارِ الْآحَادِ فِي ذٰلِكَ كُلِّهٖ أَوْ نَحْوِهٖ يَسْلَمُ لَهٗ وَلَا يُنَاظَرُ فِيهِ .

’’اللہ تعالیٰ کے اسما وصفات کے سمیت عقیدہ میں صرف وہی حجت ہے، جس کی وضاحت کتاب اللہ میں موجود ہو یا رسول اللہ ﷺ سے صحیح سند سے ثابت ہو یا اجماع امت سے ثابت ہو۔ عقیدے کی تمام یا کچھ مباحث میں اگر اخبار آحاد وارد ہوں، تو اسے قبول کیا جائے گا، اس (کے قبول وعدم قبول) میں بحث ومباحثہ نہیں ہوگا۔‘‘

(جامع بَیان العلم وفضله : 942/2)

❀ نیز فرماتے ہیں:

الَّذِي نَقُولُ بِهٖ إِنَّهٗ يُوجِبُ الْعَمَلَ دُونَ الْعِلْمِ كَشَهَادَةِ الشَّاهِدَيْنِ وَالْأَرْبَعَةِ سَوَاءٌ وَعَلٰى ذٰلِكَ أَكْثَرُ أَهْلِ الْفِقْهِ وَالْأَثَرِ وَكُلُّهُمْ يَدِينُ بِخَبَرِ الْوَاحِدِ الْعَدْلِ فِي الْاِعْتِقَادَاتِ وَيُعَادٰى وَيُوَالٰى

عَلَيْهَا وَيَجْعَلُهَا شَرْعًا وَدِينًا فِي مُعْتَقَدِهِ عَلٰى ذٰلِكَ جَمَاعَةُ أَهْلِ السُّنَّةِ ....

''(خبر واحد کے بارے میں) ہمارا موقف یہ ہے کہ اس پر عمل کرنا واجب ہے، لیکن یہ علم (یقینی) کا فائدہ نہیں دیتی۔ جیسے گواہی دو کی ہو یا چار کی، ہوتی تو برابر ہی ہے۔ اکثر فقہا اور محدثین کا یہی موقف ہے۔ سب اہل علم عادل راوی کی خبر واحد کو عقیدہ میں حجت مانتے ہیں، اس کی وجہ سے عداوت اور محبت کرتے ہیں۔ اہل سنت کی ایک بڑی جماعت نے خبر واحد کو عقیدہ میں دین اور شریعت مانا ہے......۔''

(التّمهيد لما في الموطأ من المَعاني والأسانيد :8/1)

۞ اس پر تعلیق لگاتے ہوئے عبدالسلام بن تیمیہ رحمہ اللہ (۶۵۲ھ) لکھتے ہیں:

هٰذَا الْإِجْمَاعُ الَّذِي ذَكَرَهُ فِي خَبَرِ الْوَاحِدِ الْعَدْلِ فِي الْإِعْتِقَادَاتِ يُؤَيِّدُ قَوْلَ مَنْ يَقُولُ : إِنَّهُ يُوجِبُ الْعِلْمَ وَإِلَّا فَمَا لَا يُفِيدُ عِلْمًا وَّلَا عَمَلًا كَيْفَ يُجْعَلُ شَرْعًا وَّدِينًا يُّوَالٰى عَلَيْهِ وَيُعَادٰى .

''علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے جو ذکر کیا ہے کہ عادل راوی کی خبر واحد کے عقائد میں حجت ہونے پر اجماع ہے، اس کی تائید اس قول سے بھی ہوتی ہے: یہ علم (یقینی) کا فائدہ بھی دیتی ہے، کیونکہ جو علم اور عمل کا فائدہ نہ دیتی ہو، اسے شرع یا دین کیسے کہا جا سکتا ہے کہ اسے محبت اور عداوت کا معیار بنایا جا سکے؟''

(المُسوّدة في أصول الفقه، ص 245)

۞ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ يُفَرِّقْ هُوَ وَلَا أَحَدٌ مِّنْ أَهْلِ الْحَدِيثِ الْبَتَّةَ بَيْنَ أَحَادِيثِ الْأَحْكَامِ وَأَحَادِيثِ الصِّفَاتِ، وَلَا يُعْرَفُ هٰذَا الْفَرْقُ عَنْ أَحَدٍ مِنَ الصَّحَابَةِ وَلَا عَنْ أَحَدٍ مِنَ التَّابِعِينَ، وَلَا مَنْ تَابَعَهُمْ وَلَا عَنْ أَحَدٍ مِنْ أَئِمَّةِ الْإِسْلَامِ، وَإِنَّمَا يُعْرَفُ عَنْ رُؤُوسِ أَهْلِ الْبِدَعِ وَمَنْ تَبِعَهُمْ.

''احادیث احکام اور احادیث صفات میں نہ امام شافعی رحمہ اللہ نے کوئی فرق کیا اور نہ کسی اور محدث نے اور نہ ہی یہ فرق کسی صحابی، تابعی، تبع تابعی یا امام سے ثابت ہے، بلکہ یہ تقسیم سرخیلِ اہل بدعت اور ان کے متبعین سے ہی ملتی ہے۔''

(مختصر الصّواعق المرسلة، ص 606-607)

اہل علم کے اقوال:

❁ **امام محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ (۲۰۴ھ) فرماتے ہیں:**

إِذَا حَدَّثَ الثِّقَةُ عَنِ الثِّقَةِ حَتّٰى يَنْتَهِيَ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَهُوَ ثَابِتٌ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

''جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک سند کے تمام راوی ثقہ ہوں، تو یہ حدیث نبوی ثابت ہوگی۔'' (كتاب الأمّ: 201/7)

❁ **نیز فرماتے ہیں:**

أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ قَدِيمًا وَّحَدِيثًا عَلٰى تَثْبِيتِ خَبَرِ الْوَاحِدِ.

''پہلے اور موجودہ تمام مسلمانوں کا خبر واحد کے حجیت ہونے پر اجماع ہے۔''

(كتاب الرّسالة، ص 457)

نیز فرماتے ہیں:

لَمْ يَزَلْ سَبِيلُ سَلَفِنَا وَالْقُرُونِ بَعْدَهُمْ إِلٰى مَنْ شَاهَدْنَا هٰذَا السَّبِيلَ .

''سلف امت اور قرون اُولیٰ سے اب تک تمام مسلمانوں کا یہی موقف ہے۔''

(كتاب الرّسالة، ص 453)

امام ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ (۳۲۴ھ) فرماتے ہیں:

جُمْلَةُ مَا عَلَيْهِ أَهْلُ الْحَدِيثِ وَالسُّنَّةِ الْإِقْرَارُ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَمَا جَاءَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَمَا رَوَاهُ الثِّقَاتُ عَنْ رَّسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرُدُّونَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا .

''مختصر یہ کہ اہل حدیث وسنت کا عقیدہ یہ ہے کہ وہ اللہ، فرشتوں، کتابوں اور رسولوں کا اقرار کرتے ہیں، جو اللہ کی جانب سے یا ثقہ رواۃ کے ذریعے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہو، اس کا بھی اقرار کرتے ہیں، ان میں سے کسی بات کا انکار نہیں کرتے۔''(مقالات الإسلاميين، ص 290)

علامہ ابوالعباس احمد بن ابی احمد طبری رحمہ اللہ (۳۳۵ھ) فرماتے ہیں:

لَا خِلَافَ بَيْنَ أَهْلِ الْفِقْهِ فِي قَبُولِ خَبَرِ الْآحَادِ إِذَا عُدِّلَتْ نَقَلَتُهٗ وَسَلِمَ مِنَ النَّسْخِ حُكْمُهٗ، وَإِنْ كَانُوا مُتَنَازِعِينَ فِي شَرْطِ ذٰلِكَ، وَإِنَّمَا دَفَعَ خَبَرَ الْآحَادِ بَعْضُ أَهْلِ الْكَلَامِ لِعَجْزِهٖ -وَاللّٰهُ أَعْلَمُ- عَنْ عِلْمِ السُّنَنِ زَعَمَ أَنَّهٗ لَا يُقْبَلُ مِنْهَا إِلَّا مَا تَوَاتَرَتْ بِهٖ أَخْبَارُ مَنْ لَا يَجُوزُ عَلَيْهِ الْغَلَطُ وَالنِّسْيَانُ، وَهٰذَا

عِنْدَنَا مِنْهُ ذَرِيعَةٌ إِلٰى إِبْطَالِ سُنَنِ الْمُصْطَفٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِوَجْهَيْنِ؛ أَحَدُهُمَا : أَنَّ مَا شَرَطَ مِنْ ذٰلِكَ صِفَةُ الْأُمَّةِ الْمَعْصُومَةِ، وَالْأَمَةُ إِذَا تَطَابَقَتْ عَلٰى شَيْءٍ وَجَبَ الْقَوْلُ بِهٖ وَإِنْ لَمْ يَأْتِ خَبَرٌ وَالثَّانِي : أَنَّهٗ لَوْ طُولِبَ بِسُنَّةٍ يَتَحَاكَمُ إِلَيْهَا الْمُتَنَازِعَانِ تَوَاتَرَتْ عَلَيْهَا أَخْبَارُ نَقَلَتِهَا وَسَلِمَتْ مِنْ خَوْفِ النِّسْيَانِ طُرُقُهَا لَمْ يَجِدْ إِلَيْهَا سَبِيلًا .

''فقہا کا خبر واحد کی قبولیت میں کوئی اختلاف نہیں، جب اس کے ناقلین عادل ہوں اور اس کا حکم منسوخ نہ ہو، اگر چہ فقہا کا اس کی شرائط کے بارے اختلاف ہے۔خبر آحاد کو بعض اہل کلام نے رد کیا ہے، واللہ اعلم وہ اس لیے کہ وہ سنن کو علم سے قاصر رہے ہیں، اس کا خیال ہے کہ احادیث میں سے صرف متواتر ہی کو قبول کیا جائے گا، کہ جس میں غلطی یا بھول کا اندیشہ نہ رہے۔ ہمارے مطابق یہ دو وجہ سے سنن نبویہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کو رد کرنے کا ذریعہ ہے؛① جو شرط بیان کی گئی ہے، وہ معصوم امت کی صفت ہے، جبکہ امت اگر کسی چیز پر متفق ہو جائے، تو اس پر عمل کرنا واجب ہو جاتا ہے، اگر چہ اس بارے کوئی حدیث نہ بھی ہو۔ ② اگر ایسی سنت ڈھونڈی جائے، جس کے ناقلین متواتر ہوں، تو دنیا میں سنت کا وجود ہی نہیں ملے گا۔'' (الفقیه والمتّفقة للخطیب :281/1، وسندهٗ حسنٌ)

❀ علامہ ابن بطال رحمہ اللہ (۴۴۹ھ) لکھتے ہیں:

هٰذَا الْبَابُ يُرَدُّ بِهٖ عَلَى الرَّافِضَةِ وَقَوْمٍ مِّنَ الْخَوَارِجِ زَعَمُوا

بِأَنَّ أَحْكَامَ النَّبِيِّ وَسُنَنَهُ مَنْقُولَةٌ عَنْهُ نَقْلَ تَوَاتُرٍ، وَأَنَّهُ لَا سَبِيلَ إِلَى الْعَمَلِ بِمَا لَمْ يُنْقَلْ نَقْلَ تَوَاتُرٍ، وَقَوْلُهُمْ فِي غَايَةِ الْجَهْلِ بِالسُّنَنِ وَطُرُقِهَا، فَقَدْ صَحَّتِ الْآثَارُ أَنَّ أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ بَعْضُهُمُ السُّنَنَ مِنْ بَعْضٍ وَّرَجَعَ بَعْضُهُمْ إِلٰى مَا رَوَاهُ غَيْرُهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَانْعَقَدَ الْإِجْمَاعُ عَلَى الْقَوْلِ بِالْعَمَلِ بِأَخْبَارِ الْآحَادِ.

''اس باب سے روافض اور خوارج کے ایک گروہ کا رد کیا جاتا ہے کہ جن کا کہنا کہ نبی کریم ﷺ کے احکام وسنن آپ سے تواتر کے ساتھ منقول ہیں، لہٰذا جو حدیث تواتر سے منقول نہ ہو، اس پر عمل کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ ان کی یہ بات سنن اور ان کی اسناد سے بے خبری کا نتیجہ ہے۔ صحیح روایات میں ثابت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایک دوسرے سے سنن کو حاصل کیا اور ایک دوسرے کی حدیث کی طرف رجوع کیا۔ یوں اخبار آحاد پر عمل کرنے پر اجماع ہو گیا۔''

(شرح صحیح البخاري : 10/384-385)

۞ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ (۴۵٦ھ) لکھتے ہیں:

قَالَ أَبُو سُلَيْمَانَ وَالْحُسَيْنُ عَنْ أَبِي عَلِيٍّ الْكَرَابِيسِيِّ وَالْحَارِثِ بْنِ أَسَدٍ الْمَحَاسَبِيِّ وَغَيْرِهِمْ أَنَّ خَبَرَ الْوَاحِدِ الْعَدْلِ عَنْ مِثْلِهٖ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوجِبُ الْعِلْمَ وَالْعَمَلَ مَعًا وَّبِهٰذَا نَقُولُ.

''ابو سلیمان اور حسین رحمہ اللہ نے امام ابو علی کرابیسی اور حارث بن اسد محاسبی وغیرہ سے نقل کیا ہے کہ جو سند عادل روایوں پر مشتمل ہو اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچے، وہ علم (یقینی) اور عمل کا فائدہ دیتی ہے۔ ہمارا بھی یہی موقف ہے۔''

(الإحكام في أصول الأحكام :119/1)

۞ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) لکھتے ہیں:

أَجْمَعَ أَهْلُ الْعِلْمِ مِنْ أَهْلِ الْفِقْهِ وَالْأَثَرِ فِي جَمِيعِ الْأَمْصَارِ فِيمَا عَلِمْتُ عَلٰى قَبُولِ خَبَرِ الْوَاحِدِ الْعَدْلِ وَإِيجَابِ الْعَمَلِ بِهٖ إِذَا ثَبَتَ وَلَمْ يَنْسَخْهُ غَيْرُهُ مِنْ أَثَرٍ أَوْ إِجْمَاعٍ، عَلٰى هٰذَا جَمِيعُ الْفُقَهَاءِ فِي كُلِّ عَصْرٍ مِنْ لَدُنِ الصَّحَابَةِ إِلٰى يَوْمِنَا هٰذَا إِلَّا الْخَوَارِجَ وَطَوَائِفَ مِنْ أَهْلِ الْبِدَعِ شِرْذِمَةٌ لَا تُعَدُّ خِلَافًا.

''ہمارے علم کے مطابق ہر علاقے کے فقہا اور محدثین کا اجماع واتفاق ہے کہ عادل راوی کی خبر واحد مقبول ہے اور اس پر عمل کرنا واجب ہے، جب وہ روایت ثابت ہو اور کسی اور حدیث یا اجماع کی وجہ سے منسوخ بھی نہ ہو۔ یہ موقف صحابہ سے آج تک کے ہر زمانہ میں ہر علاقے کے تمام فقہا کا ہے، سوائے خوارج اور اہل بدعت کے بعض گروہوں کے۔ یہ چھوٹا سا طبقہ ہے، ان کے اختلاف کی کوئی حیثیت نہیں۔''

(التّمهيد لما في المؤطأ من المَعاني والأسانيد :2/1)

۞ ابو مظفر سمعانی رحمہ اللہ (۴۸۹ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ الْخَبَرَ إِذَا صَحَّ عَن رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَرَوَاهُ الثِّقَاتُ وَالْأَئِمَّةُ وَأَسْنَدَهُ خَلَفُهُمْ عَنْ سَلَفِهِمْ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَلَقَّتْهُ الْأُمَّةُ بِالْقُبُولِ فَإِنَّهُ يُوجِبُ الْعِلْمَ فِيمَا سَبِيلُهُ الْعِلْمُ.

هٰذَا قَوْلُ عَامَّةِ أَهْلِ الْحَدِيثِ وَالْمُتَّقِنِينَ مِنَ الْقَائِمِينَ عَلَى السُّنَّةِ، وَإِنَّمَا هٰذَا الْقَوْلُ الَّذِي يُذْكَرُ؛ أَنَّ خَبَرَ الْوَاحِدِ لَا يُفِيدُ الْعِلْمَ بِحَالٍ وَلَا بُدَّ مِنْ نَقْلِهِ بِطَرِيقِ التَّوَاتُرِ لِوُقُوعِ الْعِلْمِ بِهِ، شَيْءٌ اخْتَرَعَتْهُ الْقَدَرِيَّةُ وَالْمُعْتَزِلَةُ وَكَانَ قَصْدُهُمْ مِنْهُ رَدَّ الْأَخْبَارِ وَتَلَقَّفَهُ مِنْهُمْ بَعْضُ الْفُقَهَاءِ الَّذِينَ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ فِي الْعِلْمِ قَدَمٌ ثَابِتٌ وَلَمْ يَقِفُوا عَلٰى مَقْصُودِهِمْ مِنْ هٰذَا الْقَوْلِ.

''ایک حدیث اگر رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہو، اسے ثقہ راویوں اور ائمہ نے روایت کیا ہو، بعد والوں نے پہلوں سے رسول اللہ ﷺ تک سند بیان کی ہو اور اسے امت نے ہاتھوں ہاتھ لیا ہو، تو وہ علم (یقینی) کا فائدہ دیتی ہے۔ یہ سنت پر قائم اہل السنہ کا نظریہ ہے۔ اور وہ جو قول ذکر کیا جاتا ہے کہ خبر واحد اس وقت تک علم کا فائدہ نہیں دیتی، جب تک کہ اس کے ناقلین متواتر کی حد تک نہ پہنچ نہ جائیں، یہ نظریہ قدریہ اور معتزلہ نے اختراع کیا ہے، وہ لوگ اس کے ذریعے احادیث کو ٹھکرانے کا کام لیتے ہیں، ان سے یہ نظریہ بعض فقہاء نے اخذ کرلیا ہے، جن کے علم میں پختگی نہیں آئی ہے، اور وہ اس نظریے کے مقصود معنی تک کو نہیں جانتے۔''

(الإنتصار لأصحاب الحديث، ص 34-35، صَون المَنطق للسّيوطي، ص 212-213)

۞ امام قوام السنہ ابوالقاسم اصبہانی رحمہ اللہ (۵۳۵ھ) فرماتے ہیں:

اَلْخَبَرُ إِذَا صَحَّ كَانَ كَالْمُشَاهَدَةِ، فَإِنْ قِيلَ : أَخْبَارُ الْآحَادِ كَالشَّهَادَاتِ، وَالشَّهَادَةُ لَا يَجُوزُ أَنْ يَقْطَعَ عَلٰى مُغِيبِهَا بِالْإِجْمَاعِ، قِيلَ : الشَّهَادَةُ تُخَالِفُ أَدَاءَ الْحَدِيثِ فِي مَوَاضِعَ، مِنْهَا أَنَّهَا لَا تُقْبَلُ لِابْنِ الشَّاهِدِ، وَلَا لِأَبِيهِ وَأُمِّهِ، وَلَيْسَ كَذٰلِك الْحَدِيثُ؛ لِأَنَّهُ إِذَا حَدَّثَ عَنِ ابْنِهِ أَوْ أَبِيهِ أَوْ أُمِّهِ يُقْبَلُ حَدِيثُهُ .

''جب روایت کی سند صحیح ہو، تو وہ مشاہدہ کی طرح ہوتی ہے۔ اگر کوئی کہے کہ اخبار آحاد گواہیوں کی طرح ہے اور اس پر اجماع ہے کہ گواہی قطعی نہیں ہوتی۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ گواہی اور بیان حدیث میں بہت فرق موجود ہیں، ایک تو یہ کہ گواہی بیٹے اور باپ اور ماں کی قبول نہیں کی جاتی، حدیث کا معاملہ مگر ایسا نہیں ہے، کیونکہ یہاں تو بیٹا باپ سے ماں سے بھی بیان کرے، تو قبول کی جائے گی۔''

(الحُجّة في بيان المَحَجّة :379/1)

۞ علامہ ابن العربی رحمہ اللہ (۵۴۳ھ) فرماتے ہیں:

خَبَرُ الْوَاحِدِ أَصْلٌ عَظِيمٌ لَّا يُنْكِرُهُ إِلَّا زَائِغٌ، وَقَدْ أَجْمَعَتِ الصَّحَابَةُ عَلَى الرُّجُوعِ إِلَيْهِ، وَقَدْ جَمَعْنَاهُ فِي جُزْءٍ .

''خبر واحد (دین کی) بہت بڑی بنیاد ہے، جس کا انکار صرف ٹیڑھے دل والا ہی کرسکتا ہے۔ تمام صحابہ بالا جماع خبر واحد کی طرف رجوع کرتے تھے، اس پر ہم نے ایک جزو (کتابچہ) مرتب کیا ہے۔''

(أحكام القرآن : 73/2)

۞ نیز لکھتے ہیں:

قَدْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرْسِلُ كُتُبَهٗ مَعَ الْوَاحِدِ، وَيَأْمُرُ الْوَاحِدَ أَيْضًا بِتَبْلِيغِ كَلَامِهٖ، وَيَبْعَثُ الْأُمَرَاءَ إِلَى الْبِلَادِ وَعَلَى السَّرَايَا؛ وَذٰلِكَ لِأَنَّ الْأَمْرَ لَوْ وَقَفَ فِيهَا عَلَى التَّوَاتُرِ لَمَا حَصَلَ عِلْمٌ، وَلَا تَمَّ حُكْمٌ.

''نبی کریم ﷺ اپنے خطوط ایک شخص کو دے کر ہی بھیجتے تھے اور ایک شخص ہی اپنے کلام کی تبلیغ کا حکم فرماتے۔ امرا کو علاقے کی طرف اور جنگی مہم پر مقرر کرتے۔ وہ اس لیے کہ اگر اس مسئلہ میں متواتر پر ہی اعتماد کیا جاتا، تو علم کا حصول ممکن نہ تھا اور نہ ہی احکام کی تکمیل ہو پاتی۔''

(أحكام القرآن: 607/2)

۞ علامہ ابن قدامہ مقدسی رحمہ اللہ (۶۲۰ھ) لکھتے ہیں:

اَلْإِيمَانُ بِكُلِّ مَا أَخْبَرَ بِهِ الرَّسُولُ وَيَجِبُ الْإِيمَانُ بِكُلِّ مَا أَخْبَرَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَحَّ بِهِ النَّقْلُ عَنْهُ فِيمَا شَاهَدْنَاهُ، أَوْ غَابَ عَنَّا، نَعْلَمُ أَنَّهٗ حَقٌّ، وَصِدْقٌ، وَسَوَاءٌ فِي ذٰلِكَ مَا عَقَلْنَاهُ وَجَهِلْنَاهُ، وَلَمْ نَطَّلِعْ عَلٰى حَقِيقَةِ مَعْنَاهُ، مِثْلُ حَدِيثِ الْإِسْرَاءِ وَالْمِعْرَاجِ وَكَانَ يَقْظَةً لَّا مَنَامًا فَإِنَّ قُرَيْشًا أَنْكَرَتْهُ وَأَكْبَرَتْهُ، وَلَمْ تُنْكِرِ الْمَنَامَاتِ، وَمِنْ ذٰلِكَ أَنَّ مَلَكَ الْمَوْتِ لَمَّا جَاءَ إِلٰى مُوسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ لِيَقْبِضَ رُوحَهٗ لَطَمَهٗ فَفَقَأَ

عَيْنَهُ فَرَجَعَ إِلٰى رَبِّهٖ فَرَدَّ عَلَيْهِ عَيْنَهُ، وَمِنْ ذٰلِكَ أَشْرَاطُ السَّاعَةِ، مِثْلُ خُرُوجِ الدَّجَّالِ وَنُزُولُ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَيَقْتُلُهُ، وَخُرُوجُ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ، وَخُرُوجُ الدَّابَّةِ، وَطُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا، وَأَشْبَاهُ ذٰلِكَ مِمَّا صَحَّ بِهِ النَّقْلُ .

''رسول اللہ ﷺ نے جس چیز کی بھی خبر دی ہے، اس پر ایمان لانا واجب ہے، (اگر) اس روایت کی نقل صحیح ہو۔ ہم نے اس کا آنکھوں سے مشاہدہ کیا ہو یا وہ چیز ہم سے اوجھل ہو۔ ہم جانتے ہیں کہ وہ حق اور سچ ہے۔ وہ بات ہماری عقل میں آئے یا نہ آئے یا ہم اس کے حقیقی معنی سے آشنا نہ ہو سکیں۔ مثلاً اسرا اور معراج کی حدیث۔ معراج جاگتے ہوئے ہوئی، نہ کہ خواب میں، کیونکہ قریش نے اس واقعہ معراج کا انکار کیا اور اسے بہت بڑی بات خیال کیا، جبکہ قریش خوابوں کے منکر نہیں تھے۔ اسی طرح (اس حدیث کا بھی انکار کیا کہ) جب ملک الموت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے پاس روح قبض کرنے آیا تو موسیٰ علیہ السلام نے اسے تھپڑ مارا اور آنکھ پھوڑ دی۔ فرشتہ اللہ تعالیٰ کے پاس آیا تو اللہ نے آنکھ کو صحیح کر دیا۔ اسی طرح قیامت کی نشانیاں مثلاً؛ دجال کا خروج اور عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کا نزول اور ان کا دجال کو قتل کرنا، یاجوج و ماجوج اور دابۃ الارض کا خروج، سورج کا مغرب سے طلوع ہونا اور اسی طرح کی دیگر صحیح احادیث۔''

(لِمعة الاعتقاد، ص 28)

✿ حافظ مزی رحمہ اللہ (۷۴۲ھ) لکھتے ہیں:

نَقْبَلُ خَبَرَ الْوَاحِدِ وَنَسْتَعْمِلُهُ، تَلَقَّاهُ الْعَمَلُ أَوْ لَمْ يَتَلَقَّهُ، وَهُوَ

مَذْهَبُ أَهْلِ الْحَدِيثِ .

''ہم خبر واحد کو قبول کرتے ہیں اور اس پر عمل کرتے ہیں، اس پر عملی تواتر ہو یا نہ ہو۔ محدثین کا مذہب یہی ہے۔'' (تهذيب الكمال :37/1)

❀ **علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:**

نَحْنُ نَشْهَدُ بِاللّٰهِ وَلِلّٰهِ شَهَادَةً عَلَى الْبَتِّ وَالْقَطْعِ ...... وَمِنْ هٰذَا إِخْبَارُ الصَّحَابَةِ بَعْضِهِمْ بَعْضًا فَإِنَّهُمْ كَانُوا يَجْزِمُونَ بِمَا يُحَدِّثُ بِهِ أَحَدُهُمْ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَقُلْ أَحَدٌ مِنْهُمْ لِمَنْ حَدَّثَهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَبَرُكَ خَبَرُ وَاحِدٍ لَا يُفِيدُ الْعِلْمَ حَتّٰى يَتَوَافَرَ، وَتَوَقَّفَ مَنْ تَوَقَّفَ مِنْهُمْ حَتّٰى عَضَّدَهُ آخَرُ مِنْهُمْ لَا يَدُلُّ عَلٰى رَدِّ خَبَرِ الْوَاحِدِ عَنْ كَوْنِهِ خَبَرَ وَاحِدٍ، وَإِنَّمَا كَانَ يَسْتَثْبِتُ أَحْيَانًا نَادِرَةً جِدًّا إِذَا اسْتَخْبَرَ .وَلَمْ يَكُنْ أَحَدٌ مِّنَ الصَّحَابَةِ وَلَا أَهْلِ الْإِسْلَامِ بَعْدَهُمْ يَشُكُّونَ فِيمَا يُخْبِرُ بِهِ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا عُمَرُ وَلَا عُثْمَانُ وَلَا عَلِيٌّ وَلَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُودٍ وَأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَأَبُو ذَرٍّ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَعُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَأَمْثَالُهُمْ مِنَ الصَّحَابَةِ، بَلْ كَانُوا لَا يَشُكُّونَ فِي خَبَرِ أَبِي هُرَيْرَةَ مَعَ

تَفَرُّدِهٖ بِكَثِيرٍ مِّنَ الْحَدِيثِ، وَلَمْ يَقُلْ لَهٗ أَحَدٌ مِّنْهُمْ يَوْمًا وَاحِدًا مِنَ الدَّهْرِ : خَبَرُكَ خَبَرٌ وَاحِدٌ لَا يُفِيدُ الْعِلْمَ .

''ہم اللہ کی پختہ قسم کے ساتھ گواہی دیتے ہیں:......اسی طرح صحابہ کرام کا ایک دوسرے کو (حدیث کی) خبر دینا کہ کوئی صحابی اگر حدیث بیان کرتا، تو صحابہ کرام اسے بالجزم قبول کرتے تھے اور کوئی صحابی حدیث بیان کرنے والے صحابی سے یہ نہیں کہتا تھا کہ تمہاری حدیث خبر واحد ہے، یہ تب تک علم (یقینی) کا فائدہ نہیں دی گی، جب تک یہ متواتر نہ ہو جائے۔ صحابہ کرام میں سے جس نے اکیلے صحابی روایت میں توقف کیا، وہ صرف اس لیے کیا تا کہ اس کو کسی اور صحابی کی تائید بھی ہو جائے۔ ان کا توقف خبر واحد کو رد کرنے پر دلالت نہیں کرتا، یہ تو بسا اوقات صرف انتہائی احتیاط کی وجہ سے تھا۔ کسی صحابی یا بعد کے مسلمان نے کبھی میں اس حدیث میں شک نہیں کیا، جس کی خبر انہیں ابو بکر صدیق، عمر، عثمان، علی، عبداللہ بن مسعود، ابی بن کعب، ابو ذر، معاذ بن جبل، عبادہ بن صامت، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم یا دیگر صحابہ نے دی ہو۔ بلکہ وہ تو سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں بھی شک نہیں کرتے تھے، باوجود اس کے کہ وہ بہت سے روایات میں متفرد تھے، انہیں کسی صحابی نے کبھی بھی یہ نہیں کہا کہ آپ کی حدیث خبر واحد ہے، علم (یقینی) کا فائدہ نہیں دیتی۔''

(مختصر الصّواعق المُرسلة، ص 552)

❁ نیز فرماتے ہیں:

هٰذَا الَّذِي اعْتَمَدَهٗ نُفَاةُ الْعِلْمِ عَنْ أَخْبَارِ رَسُولِ اللّٰهِ خَرَقُوا بِهٖ

إِجْمَاعَ الصَّحَابَةِ الْمَعْلُومَ بِالضَّرُورَةِ بِإِجْمَاعِ التَّابِعِينَ وَإِجْمَاعِ أَئِمَّةِ الْإِسْلَامِ، وَوَافَقُوا بِهِ الْمُعْتَزِلَةَ وَالْجَهْمِيَّةَ وَالرَّافِضَةَ وَالْخَوَارِجَ الَّذِينَ انْتَهَكُوا هٰذِهِ الْحُرْمَةَ، وَتَبِعَهُمْ بَعْضُ الْأُصُولِيِّينَ وَالْفُقَهَاءِ، وَإِلَّا فَلَا يُعْرَفُ لَهُمْ سَلَفٌ مِّنَ الْأَئِمَّةِ بِذٰلِكَ بَلْ صَرَّحَ الْأَئِمَّةُ بِخِلَافِ قَوْلِهِمْ.

''وہ لوگ جن کا نظریہ ہے کہ اخبار رسول علم کا فائدہ نہیں دیتی ہیں، انہوں نے یہ نظریہ صحابہ کے اجماع، تابعین اور ائمہ اسلام کے اجماع کے مقابلے میں گھڑ لیا ہے، یہ لوگ اس سلسلے میں معتزلہ، جہمیہ، روافض اور خوارج کے ہمنوا ہوئے ہیں، جنہوں نے اس حرمت کی پامالی کی ہے، پھر بعض اصولیوں اور فقہاء نے ان سے یہ نظریہ اخذ کر لیا ہے، سلف میں مگر ان کا کوئی ہمنوا نہیں ملتا، اس کے مخالف اقوال البتہ موجود ہیں۔''

(مختصر الصّواعق المُرسلة، ص 553)

❀ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) لکھتے ہیں:

خَبَرُ الْوَاحِدِ إِذَا تَلَقَّتْهُ الْأُمَّةُ بِالْقَبُولِ، عَمَلًا بِهِ وَتَصْدِيقًا لَهُ: يُفِيدُ الْعِلْمَ الْيَقِينِيَّ عِنْدَ جَمَاهِيرِ الْأُمَّةِ، وَهُوَ أَحَدُ قِسْمَيِ الْمُتَوَاتِرِ، وَلَمْ يَكُنْ بَيْنَ سَلَفِ الْأُمَّةِ فِي ذٰلِكَ نِزَاعٌ.

''خبر واحد کو امت کی طرف عملی اور تصدیقی طور پر تلقی بالقبول حاصل ہو تو جمہور اہل علم کے نزدیک وہ علم یقینی کا فائدہ دیتی ہے۔ یہ بھی متواتر کی دو قسموں میں

سے ایک ہے۔ سلف امت میں اس بارے کوئی اختلاف نہیں۔''

(شرح العقيدة الطّحاوية، ص 355)

تنبیہ: خطیب ابوبکر بغدادی رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) لکھتے ہیں:

لَا يُقْبَلُ خَبَرُ الْوَاحِدِ فِي مُنَافَاةِ حُكْمِ الْعَقْلِ وَحُكْمِ الْقُرْآنِ الثَّابِتِ الْمُحْكَمِ، وَالسُّنَّةِ الْمَعْلُومَةِ، وَالْفِعْلِ الْجَارِي مَجْرَى السُّنَّةِ، وَكُلِّ دَلِيلٍ مَقْطُوعٍ بِهٖ، وَإِنَّمَا يُقْبَلُ بِهٖ فِيمَا لَا يُقْطَعُ بِهٖ.

''خبر واحد اگر عقل، قرآن کی محکم آیت، سنت معلومہ، عمل متواتر اور کسی بھی قطعی دلیل کے معارض ہو تو اسے قبول نہیں کیا جائے گا، بلکہ صرف اس وقت قبول کیا جائے گا، جب وہ قطعی الثبوت (عقائد وغیرہ) کے بارے نہ ہو۔''

(الكِفاية في علم الرِّواية، ص 432)

✿ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (۵۹۷ھ) لکھتے ہیں:

أَلَا تَرٰى أَنَّهٗ لَوِ اجْتَمَعَ خَلْقٌ مِّنَ الثِّقَاتِ فَأَخْبَرُوا أَنَّ الْجَمَلَ قَدْ دَخَلَ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ لَمَا نَفَعَنَا ثِقَتُهُمْ وَلَا أَثَرَتْ فِي خَبَرِهِمْ، لِأَنَّهُمْ أَخْبَرُوا بِمُسْتَحِيلٍ، فَكُلُّ حَدِيثٍ رَأَيْتَهٗ يُخَالِفُ الْمَعْقُولَ، أَوْ يُنَاقِضُ الْأُصُولَ، فَاعْلَمْ أَنَّهٗ مَوْضُوعٌ فَلَا تَتَكَلَّفْ اعْتِبَارَهٗ.

''کیا آپ دیکھتے نہیں کہ اگر ثقہ راویوں کی ایک بڑی جماعت یہ خبر دے کہ اونٹ سوئی کے سوراخ میں داخل ہو گیا، تو ان راویوں کا ثقہ ہونا مفید نہ ہوگا اور نہ ہی اس خبر (کے رد کرنے) میں مانع ہوگا، کیونکہ ان رواۃ نے ایک محال چیز کی

خبر دی ہے، لہٰذا ہر وہ حدیث، جو آپ کی نظر میں عقل یا اصول کے مخالف ہے، تو جان لیجئے کہ وہ موضوع ہے، اس کے شواہد تلاش کرنے کا تکلف نہ کیجئے۔‘‘

(الموضوعات :1/106)

❁ علامہ عبدالقاہر بغدادی رحمہ اللہ (۴۲۹ھ) لکھتے ہیں:

أَمَّا أَخْبَارُ الْآحَادِ فَمَتٰی صَحَّ إِسْنَادُهَا وَكَانَتْ مَتُونُهَا غَيْرَ مُسْتَحِيلَةٍ فِي الْعَقْلِ كَانَتْ مُوجِبَةً لِّلْعَمَلِ بِهَا دُونَ الْعِلْمِ وَكَانَتْ بِمَنْزِلَةِ شَهَادَةِ الْعُدُولِ عِنْدَ الْحَاكِمِ فِي أَنَّهٗ يَلْزَمُهُ الْحُكْمُ بِهَا فِي الظَّاهِرِ وَإِنْ لَّمْ يَعْلَمْ صِدْقَهُمْ فِي الشَّهَادَةِ، وَبِهٰذَا النَّوْعِ مِنَ الْخَبَرِ أَثْبَتَ الْفُقَهَاءُ أَكْثَرَ فُرُوعِ الْأَحْكَامِ الشَّرْعِيَّةِ فِي الْعِبَادَاتِ وَالْمُعَامَلَاتِ وَسَائِرِ أَبْوَابِ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ وَضَلَّلُوا مَنْ أَسْقَطَ وُجُوبَ الْعَمَلِ بِأَخْبَارِ الْآحَادِ فِي الْجُمْلَةِ مِنَ الرَّافِضَةِ وَالْخَوَارِجِ وَسَائِرِ أَهْلِ الْأَهْوَاءِ.

’’اخبار آحاد کی جب سندیں صحیح ہوں اور ان کے متون کو عقل محال نہ سمجھے، تو ان پر عمل کرنا واجب ہے، لیکن یہ علم (یقینی) کا فائدہ نہیں دیتی۔ یہ گواہی کی طرح ہو گئیں، جو گواہی حاکم کے سامنے کوئی عادل آدمی دیتا ہے کہ حاکم کے لیے ظاہر کے دیکھتے ہوئے اس کے مطابق فیصلہ دینا ضروری ہو جاتا ہے، اگرچہ وہ اسے گواہی میں سچا نہ سمجھے۔ فقہا نے عبادات، معاملات اور حلال وحرام کے شرعی احکام کے اکثر فروعی مسائل حدیث کی اسی قسم سے ثابت کیے ہیں۔ روافض، خوارج اور

تمام اہلِ بدعت اخبارِ آحاد کو کلی طور پر نا قابلِ عمل قرار دے کر گمراہ ہو گئے ہیں۔''

(الفَرق بین الفِرَق، ص 312-313)

خطیب بغدادی ﷫ اور حافظ ابن الجوزی ﷫ کی بات ذرا تفصیل طلب ہے، کیونکہ اس سے آگے سوال اور بھی ہیں، مثلاً: یہ سوال کہ کیا ہر وہ بات جو عقل کے خلاف نظر آئے ٹھکرا دی جائے گی؟ یا جو مجھے لگے کہ قرآن کے خلاف ہے، رد ہوگی؟ بھلے اس کو صحابہ و تابعین وائمہ محدثین قرآن کے خلاف نہ سمجھتے ہوں؟

کیا سلف میں خارقِ عادت امور کو ٹھکرانے کی روش رہی تھی؟ تو جواب یہ ہے کہ ہرگز نہیں، بلکہ خود مذکورہ دو بزرگوں نے کرامات نقل کی ہیں، ان پر اعتماد کیا ہے، معجزوں کو تسلیم کیا ہے، حالاں کہ معجزے اور کرامات عقل سے ماورا چیزیں ہوتی ہیں۔

زمانہ موجود کی بہت ساری عقول اور سائنس دان تک جادو کا انکار کرتے ہیں، ان کا ماننا ہے کہ جن وغیرہ کا وجود بالکل بھی نہیں ہوتا، نہ جادو کی کوئی حقیقت ہے، قرآن مگر جنوں کے نام پر ایک سورت لاتا ہے، جادو کا اقرار کرتا ہے، وہ بتاتا ہے کہ خدا کے پیمبروں کو بھی جادوگروں سے سامنا ہوتا رہا۔

تو اب کیا کیجئے؟ کیا مان لیجئے کہ ہزاروں لوگ بھی معقول کے خلاف بات بیان کر رہے، لہٰذا قرآن کے اس حصے کو محرف تسلیم کیا جائے یا ٹھکرا دیا جائے؟

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ ﷫ (۷۲۸ھ) لکھتے ہیں:

إِنَّ وُجُوبَ تَصْدِيقِ كُلِّ مُسْلِمٍ بِمَا أَخْبَرَ اللّٰهُ بِهٖ وَرَسُولُهٗ مِنْ صِفَاتِهٖ لَيْسَ مَوْقُوفًا عَلٰى أَنْ يَّقُومَ عَلَيْهِ دَلِيلٌ عَقْلِيٌّ عَلٰى تِلْكَ الصِّفَةِ بِعَيْنِهَا فَإِنَّهٗ مِمَّا يُعْلَمُ بِالْاِضْطِرَارِ مِنْ دِيْنِ

الْإِسْلَامِ أَنَّ الرَّسُولَ إِذَا أَخْبَرَنَا بِشَيْءٍ مِّنْ صِفَاتِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَجَبَ عَلَيْنَا التَّصْدِيقُ بِهٖ وَإِنْ لَّمْ نَعْلَمْ ثُبُوتَهٗ بِعُقُولِنَا وَمَنْ لَّمْ يُقِرَّ بِمَا جَاءَ بِهِ الرَّسُولُ حَتّٰى يَعْلَمَهٗ بِعَقْلِهٖ فَقَدْ أَشْبَهَ الَّذِينَ قَالَ اللّٰهُ عَنْهُمْ : ﴿قَالُوا لَنْ نُؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَا أُوتِيَ رُسُلُ اللّٰهِ، اللّٰهُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسالَتَهٗ﴾ وَمَنْ سَلَكَ هٰذَا السَّبِيلَ فَهُوَ فِي الْحَقِيقَةِ لَيْسَ مُؤْمِنًا بِالرَّسُولِ وَلَا مُتَلَقِّيًا عَنْهُ الْأَخْبَارَ بِشَأْنِ الرُّبُوبِيَّةِ وَلَا فَرْقَ عِنْدَهٗ بَيْنَ أَنْ يُخْبِرَ الرَّسُولَ بِشَيْءٍ مِّنْ ذٰلِكَ أَوْ لَمْ يُخْبِرْ بِهٖ فَإِنَّ مَا أَخْبَرَ بِهٖ إِذَا لَمْ يَعْلَمْهُ بِعَقْلِهٖ لَا يُصَدِّقُ بِهٖ بَلْ يَتَأَوَّلُهٗ أَوْ يُفَوِّضُهٗ وَمَا لَمْ يُخْبِرْ بِهٖ إِنْ عَلِمَهٗ بِعَقْلِهٖ آمَنَ بِهٖ، وَإِلَّا فَلَا فَرْقَ عِنْدَ مَنْ سَلَكَ هٰذَا السَّبِيلَ بَيْنَ وُجُودِ الرَّسُولِ وَإِخْبَارِهٖ وَبَيْنَ عَدَمِ الرَّسُولِ وَعَدَمِ إِخْبَارِهٖ، وَكَانَ مَا يَذْكُرُهٗ مِنَ الْقُرْآنِ وَالْحَدِيثِ وَالْإِجْمَاعِ فِي هٰذَا الْبَابِ عَدِيمَ الْأَثَرِ عِنْدَهٗ وَهٰذَا قَدْ صَرَّحَ بِهٖ أَئِمَّةُ هٰذَا الطَّرِيقِ .

''صفات باری تعالیٰ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی خبر پر مسلمان کی تصدیق کرنے کا وجوب عقل پر موقوف نہیں ہے کہ عقل اس صفت کی حقیقت پر دلالت کرے۔ کیونکہ یہ دین کا بنیادی اصول ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب ہمیں اللہ کی کسی صفت کے متعلق خبر دیں تو ہمارے لیے اس پر ایمان لانا واجب ہے، اگر چہ ہماری عقل اسے قبول نہ کرے۔ جو عقل کے قبول کرنے تک رسول

اللہ ﷺ کی بات کی تصدیق نہ کرے، وہ ان لوگوں جیسا ہے، جن کے بارے اللہ کا فرمان ہے: ﴿قَالُوا لَنْ نُؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَا أُوتِيَ رُسُلُ اللّٰهِ، اللّٰهُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسالَتَهٗ﴾ ''کفار نے کہا: ہم تب تک ایمان نہیں لائیں گے، جب تک ہمیں بھی وہ کچھ دے دیا جائے، جو رسولوں کو دیا گیا ہے۔ (حالانکہ) اللہ ہی جانتا ہے کہ اس نے رسالت کسے سونپنی ہے۔'' جو اس ڈگر پر چلتا، وہ درحقیقت نہ رسول اللہ ﷺ پر ایمان لاتا ہے اور نہ ہی آپ ﷺ کی رب تعالیٰ کے بارے بیان کردہ احادیث کو لیتا ہے۔ اس کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کسی بات کی خبر دیں یا نہ دیں، کوئی فرق نہیں پڑتا، کیونکہ نبی کریم ﷺ کی بتائی ہوئی بات اگر اس کی عقل میں نہ آئے، تو وہ اس کی تصدیق نہیں کرتا، بلکہ اس کی تاویل کرتا ہے یا تفویض سے کام لیتا ہے اور جس چیز کی خبر رسول اللہ ﷺ نے نہ دی ہو، لیکن اس کی عقل میں آ گئی ہو، تو اس پر ایمان لاتا ہے۔ ایسے شخص کے نزدیک رسول اللہ ﷺ اور آپ کی احایدث کا ہونا یا نہ ہونا برابر ہے، اس بارے میں قرآن، حدیث یا اجماع کے دلائل کوئی اثر نہیں رکھتے۔ اس رستے کے راہبروں نے اس بات کی صراحت بھی کر رکھی ہے۔'' (شرح العقيدة الأصفهانية، ص 44)

تو ظاہر ہے کہ ان بزرگوں نے عقل انفرادی کو ہرگز مراد نہیں لیا، بلکہ اجتماعی شعور مراد لیا ہے، اور اس چیز کو ایک قرینہ کے طور پر بیان کیا ہے کہ صحیح روایت عقل کے اجتماعی اصولوں پر پوری اترتی ہے، اس کے خلاف ہو ہی نہیں سکتی، وہ حدیث جس کی سند صحیح ہو، ائمہ علل کی چھلنی سے صحیح سلامت گزر کر آ جائے، وہ نہ تو قرآن کے مخالف ہوتی ہے، نہ حدیث کے اور

نہ عقل صحیح کے مخالف ہوتی ہے۔

یا پھر نقل کے باب میں عقل کا استعمال، یعنی اگر ایک راوی کسی ایسے شخص سے بیان کر رہا ہو، جس سے اس کی ملاقات ہی نہیں، یا ایسے راوی سے بیان کر رہا ہے، جس سے ملاقات محال ہے تو عقل کا کلی اصول ہے کہ وہ روایت قبول نہیں کی جائے گی، بیان کرنے والا بھلے ثقہ ہی کیوں نہ ہو، لیکن جب ثقہ راوی ثقہ سے بیان کر رہا ہو، ان میں کوئی مخفی علت بھی نہ ہو، تدلیس نہ ہو، ائمہ علل نے اس کو قبول کیا ہو، تو پھر ایسی روایت کو عقل کے ترازو پر تول کر یا قرآن واجماع وغیرہ کے مخالف کہہ کر ٹھکرایا نہیں جا سکتا۔

چلتے چلتے ایک اور بات بھی بیان کرتا چلوں کہ بعض فقہاء کے نزدیک خبر واحد گو کہ علم کا فائدہ نہیں دیتی، اس پر عمل مگر فرض ہے، لیکن ان کے قول کا ابتدائی حصہ کہ خبر واحد علم کا فائدہ نہیں دیتی، قابل مواخذہ ہے۔

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

إِنْ قِيلَ : أَمَّا الْجَزْمُ بِصِدْقِهِ فَلَا يُمْكِنُ مِنْهُمْ، وَأَمَّا الْعَمَلُ بِهِ وَهُوَ الْوَاجِبُ عَلَيْهِمْ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ صَحِيحًا فِي الْبَاطِنِ، وَهٰذَا سُؤَالُ ابْنِ الْبَاقِلَّانِيِّ .

قُلْنَا : أَمَّا الْجَزْمُ بِصِدْقِهِ فَإِنَّهُ قَدْ يَحْتَفِي بِهِ مِنَ الْقَرَائِنِ مَا يُوجِبُ الْعِلْمَ، إِذِ الْقَرَائِنُ الْمُجَرَّدَةُ قَدْ تُفِيدُ الْعِلْمَ بِمَضْمُونِهَا، فَكَيْفَ إِذَا احْتَفَتْ بِالْخَبَرِ، وَالْمُنَازِعُ بَنٰى عَلٰى هٰذَا أَصْلَهُ الْوَاهِيَ أَنَّ الْعِلْمَ بِمُجَرَّدِ الْأَخْبَارِ لَا يَحْصُلُ إِلَّا مِنْ جِهَةِ

الْعَدَدِ، فَلَزِمَهٗ أَنْ يَقُولَ مَا دُونَ الْعَدَدِ لَا يُفِيدُ أَصْلًا، وَهٰذَا غَلَطٌ خَالَفَهٗ فِيهِ حُذَّاقُ أَتْبَاعِهٖ، وَأَمَّا الْعَمَلُ بِهٖ فَلَوْ جَازَ أَنْ يَكُونَ فِي الْبَاطِنِ كَذِبًا وَقَدْ وَجَبَ عَلَيْنَا الْعَمَلُ بِهٖ لَانْعَقَدَ الْإِجْمَاعُ عَلٰى مَا هُوَ كَذِبٌ وَخَطَأٌ فِي نَفْسِ الْأَمْرِ، وَهٰذَا بَاطِلٌ، فَإِذَا كَانَ تَلَقِّي الْأُمَّةِ لَهٗ يَدُلُّ عَلٰى صِدْقِهٖ لِأَنَّهٗ إِجْمَاعٌ مِّنْهُمْ عَلٰى أَنَّهٗ صِدْقٌ مَّقْبُولٌ فَإِجْمَاعُ السَّلَفِ وَالصَّحَابَةِ أَوْلٰى أَنْ يَدُلَّ عَلٰى صِدْقِهٖ، فَإِنَّهٗ لَا يُمْكِنُ أَحَدٌ أَنْ يَدَّعِيَ إِجْمَاعَ الْأُمَّةِ إِلَّا فِيمَا أَجْمَعَ عَلَيْهِ سَلَفُهَا مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ، وَأَمَّا بَعْدَ ذٰلِكَ فَقَدِ انْتَشَرَتِ انْتِشَارًا لَا تُضْبَطُ أَقْوَالُ جَمِيعِهَا .

''علامہ باقلانی کہتے ہیں کہ خبر واحد کی تصدیق بالجزم ممکن نہیں، لیکن اس پر عمل کرنا واجب ہے، بھلے وہ حقیقت میں صحیح نہ بھی ہو۔

اس کا جواب یہ ہے کہ خبر کے ساتھ جب قرائن کی تائید ہو جائے، تو وہ علم کا فائدہ دیتی ہے، کیونکہ بسا اوقات اگر خبر نہ بھی ہو، تب بھی صرف قرائن ہی علم کا فائدہ دے جاتے ہیں، تو جب وہ خبر سے مل جائیں گے، یقیناً علم کا فائدہ دیں گے، اصل میں خرابی ایک واہیات قاعدے سے پیدا ہوئی ہے اور وہ یہ کہ لوگوں نے سمجھ لیا کہ جب بہت سارے لوگ بیان کریں، بات تب ہی معتبر ہوگی، حالانکہ یہ غلط بات ہے، اہل فہم اس کا انکار کرتے ہیں۔ دیکھئے ایک چیز کو باطن میں اگر غلط مان لیجئے تو ماننا پڑے گا کہ اس کذب اور خطا پر اجماع ہو گیا ہے،

اور یہ بات نفس الامر میں غلط ہے۔ جب امت ایک خبر کو تلقی بالقبول کا درجہ دے دیتی ہے تو وہ اس کی سچائی پر دلالت ہوتی ہے، کیوں کہ امت کا اجماع جھوٹ پر نہیں ہوسکتا، اور یہ سلف صحابہ کا اجماع تو اس باب میں اولی ہے کہ اس کو سچ سمجھا جائے۔ کیوں کہ ایسا تو ممکن نہیں ہے کہ صحابہ اور سلف کے سوا کسی بات پر اجماع کا دعوی کیا جا سکے، کیوں کہ ان کے بعد تو امت میں اتنا انتشار پیدا ہو گیا تھا کہ اقوال کو منضبط کرنا ممکن ہی نہ رہا تھا۔''

(مختصر الصّواعق المُرسلة لابن القیم، ص 560)

تنبیہ بلیغ:

❁ سیدنا ابوموسیٰ عبداللہ بن قیس اشعری رضی اللہ عنہ کے متعلق ہے:

اسْتَأْذَنَ عَلٰى عُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَلَمْ يُؤْذَنْ لَهٗ، وَكَأَنَّهٗ كَانَ مَشْغُولًا، فَرَجَعَ أَبُو مُوسٰى، فَفَرَغَ عُمَرُ، فَقَالَ : أَلَمْ أَسْمَعْ صَوْتَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ ائْذَنُوا لَهٗ، قِيلَ : قَدْ رَجَعَ، فَدَعَاهُ فَقَالَ: كُنَّا نُؤْمَرُ بِذٰلِكَ، فَقَالَ: تَأْتِينِي عَلٰى ذٰلِكَ بِالْبَيِّنَةِ، فَانْطَلَقَ إِلٰى مَجْلِسِ الْأَنْصَارِ، فَسَأَلَهُمْ، فَقَالُوا : لَا يَشْهَدُ لَكَ عَلٰى هٰذَا إِلَّا أَصْغَرُنَا أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ، فَذَهَبَ بِأَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، فَقَالَ عُمَرُ : أَخَفِيَ هٰذَا عَلَيَّ مِنْ أَمْرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلْهَانِي الصَّفْقُ بِالْأَسْوَاقِ يَعْنِي الخُرُوجَ إِلٰى تِجَارَةٍ.

''انہوں نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے (سلام کہہ کر) اجازت مانگی، لیکن (سلام کے جواب کی صورت میں) اجازت نہ ملی، شاید عمر رضی اللہ عنہ مصروف ہوں، پھر ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ واپس آ گئے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ غصہ ہوئے اور کہا: کیا میں نے عبد اللہ بن قیس کو اجازت مانگتے ہوئے نہیں سنا، کہا گیا: وہ واپس چلے گئے ہیں، تو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے انہیں بلایا، تو انہوں نے جواب دیا: ہمیں (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے) یہی حکم دیا جاتا تھا۔

(صحیح البخاري: 2062، صحیح مسلم: 2154)

اس روایت سے یہ شبہ ہوسکتا ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ خبر واحد کو حجت نہیں مانتے تھے، یہ بات مگر درست نہیں ہے، کیونکہ سیدنا عمر کا مقصد احتیاط اور تثبت تھا، جیسا کہ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے بھی یہ حدیث سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کی اور کہا: ابن خطاب! آپ اصحاب رسول کے لیے عذاب نہ بنیں۔ تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا:

سُبْحَانَ اللّٰهِ، إِنَّمَا سَمِعْتُ شَيْئًا، فَأَحْبَبْتُ أَنْ أَتَثَبَّتَ .

''سبحان اللہ! میں نے حدیث سن کر صرف اس کی مزید تائید حاصل کرنا چاہی ہے۔''

(صحیح مسلم: 2154)

یہ اسی قبیل سے ہے، جس قبیل سے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا بیان کہ اللہ کریم میں صرف مزید اطمینان چاہتا ہوں، مانتا تو ہوں ہی۔